مدینۃ المسیح

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نسبتاً اچھی ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سلسلہ کے بعض ضروری کاموں کی سرانجام دہی کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔

جناب مولوی شیر علی صاحب منصوری سے تشریف لے آئے ہیں۔ پہلے کی نسبت بفضلِ خدا ان کی صحت اچھی ہے۔

میاں ہادی علی خاں صاحب ابن جناب ذوالفقار علی خانصاحب ناظر اعلیٰ کی شادی کی تقریب پر ۲۲ ستمبر کو دعوتِ ولیمہ ہوئی۔

مولوی علی محمد صاحب اور حافظ فضل حسین صاحب تبلیغ کے لئے ایبٹ آباد بھیجے گئے۔

اخبار احمدیہ

ڈیرہ غازی خاں میں کامیاب جلسہ

۱۴۔ ستمبر بعد نماز جمعہ

احباب کی دلی خواہش سے یہ تجویز قرار پائی۔ کہ ایک جلسہ کرکے اس میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مضمون "دنیا کا محسن" پڑھکر سنایا جائے۔ ۱۵۔ ستمبر کو اخوند محمد افضل خانصاحب اور سردار امیر محمد خانصاحب احمدی مختلف تمندار صاحبان و معززین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک صاحب کو مضمون سے آگاہ کیا ۔۔۔ ذیل صاحبان نے داعیان جلسہ میں اپنا نام لکھا منظور کر لیا۔ (۱) خان بہادر سردار حسن خان صاحب تمندار گورہانی آزیری مجسٹریٹ درجہ اول (۲) خان بہادر سردار غلام حسین خانصاحب تمندار سوری لنڈ آزیری مجسٹریٹ درجہ اول (۳) شیخ فیض محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ و ایم۔ ایل۔ سی پنجاب۔ بعض مسلمان بھائیوں نے ہمارے جلسہ کو ناکام کرنے کی کوشش کی اور لوگوں کو اکسایا کہ وہ قطعاً شریک جلسہ نہ ہوں۔ ۱۷۔ ستمبر کو ۹ بجے شب جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ کے پریذیڈنٹ خان بہادر میر دوست محمد خانصاحب مزاری تمندار تھے۔ افتتاحیہ تقریر صاحب ممدوح نے کی۔ اور مختلف احباب نے "دنیا کا محسن" کتاب پڑھکر سنائی۔ جماعت احمدیہ تمام ان احباب کا جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں جلسہ کو کامیاب بنانے میں مدد دی۔ شکریہ ادا کرتی ہے۔ خاکسار محمد عثمان سکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخان

پیغام پارٹی کی فتح کی حقیقت

۲۶۔ اگست پیغام پارٹی کا یہاں ایک جلسہ ہوا

جس کی رپورٹ ۵ ستمبر کے اخبار "پیغام صلح" میں "قادیانی جماعت کی شکست فاش" کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں بعض خلاف واقعہ امور درج ہیں۔ رپورٹر صاحب نے لکھا ہے "مولوی عصمت اللہ صاحب کے پانچ مطالبوں کو فاضل قادیانی مناظر نے ۔۔۔ کرتے۔ ان کی فوراً قلعی کھول دی جاتی"

میں حیران ہوں۔ کہ آپ نے یہ کیسے لکھدیا۔ جبکہ میں سائل تھا اور مطالبات میری طرف سے تھے۔ پیغامی "مبلغ اسلام" تو مجیب تھے اور تاویل کی ضرورت بھی مجیب کو ہوتی ہے نہ کہ معترض کو۔ لہٰذا اس کی قلعی کھولنا بھی بے معنی اور لایعنی بات ہے۔

بیس بیس ہزار میں کتا خریدتا ہے۔ اور تیس تیس ہزار میں گھوڑا۔ گویا چالیس ہزار جو آپ لے چلے ہیں۔ کوئی بات ہی نہیں۔ اور یہ خیال نہیں آیا۔ کہ یہ بیچارے ہندوستانیوں کی گاڑھے پسینے کی کمائی ہے۔ جسے یوں ضائع کرنا ایک ایسا اخلاقی جُرم ہے۔ جسے خود مریدوں کی آنکھ سے بھی پیرجی کو چھپانا مشکل ہی ہوا‘‘

یہ تو ان مضامین کے اقتباس ہیں۔ جو پیغام نے خود لکھے مولوی محمد علی صاحب نے خود بھی کمی نہ کی۔ ان کے قلم سے نکلی ہوئی بھی حسب ذیل سطور ملاحظہ ہوں +

مولوی محمد علی صاحب کے حملے

’’جو کچھ میں سنتا ہوں۔ اگر وہ صحیح ہے۔ کہ میاں صاحب اپنے ساتھ دس بارہ آدمی لے جارہے ہیں۔ تو یہ محض اسراف ہے۔ اور قوم کا روپیہ برباد کرنا ہے۔ اور یہ بہت ناپسندیدہ امر ہے‘‘

بورنا کہ قوم میاں صاحب کے کہنے پر ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہے۔ مگر میاں صاحب کو اس کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔ قوم کا روپیہ سخت احتیاط سے خرچ ہونا چاہئے۔ یہ ایک امانت ہے۔ جس کے ایک پیسہ کے اسراف کے لئے بھی وہ لوگ عنداللہ جواب دہ ہیں جو نظام قومی کے سر ہیں‘‘

’’اس سفر میں جو اسراف کا طریق اختیار کیا گیا وُہ بہت بُرا ہے۔ بارہ پندرہ آدمی اتنے لمبے سفر میں ساتھ لینے یہ ایک مذہبی پیشوا کے لئے موزوں نہ تھا۔ ہاں کوئی نواب صاحب سیاحت کے لئے نکلیں۔ تو وہ اس قسم کی نمائش بے شک کریں۔ ہمیں نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں۔ لیکن اشاعت اسلام کی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بہت ہی معیوب امر ہے۔ کہ قوم کے چالیس پچاس ہزار روپے پر یونہی پانی پھیرا جائے۔ اس سے بہت بہتر تھا کہ میاں صاحب اپنا اور ایک ساتھی کا خرچ قوم سے لیتے اب کیا یہ امر میاں صاحب کی قوم کے لئے موجب مسرت ہوسکتا ہے۔ کہ میاں صاحب نے اپنی ذات کا خرچ قوم پر نہیں ڈالا جب تیس چالیس ہزار کی رقم اس عسرت کے زمانہ میں جب اشاعت کے لئے ایک ایک پیسہ ایک خزانہ ہے محض ایک خیال کے ماتحت برباد کردی گئی۔ کہ اس جاہ و جلال کو دکھانے سے لوگوں پر اثر پڑے گا‘‘

’’میں کہتا ہوں۔ اگر کبھی کسی صرف نواب نے کوئی اسراف کیا ہو۔ تو اس کی مثال شاذ ہی اس کی زندگی میں بھی نہ ملے۔ پھر کس قدر خرچ ہوگا۔ کہ یہ سارے فوٹو ایک کتاب میں شائع ہونگے قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کے لئے تو روپیہ نہیں۔ مگر یہ جیسیوں فوٹو کو شائع کرنے کے لئے روپیہ بھی آجائیگا۔ پھر قوم اس کتاب کو خریدیگی

میاں صاحب کے مریدین خُدا کے لئے غور کریں۔ کہ کیا یہ خطرناک اسراف نہیں‘‘

’’یہ ساری باتیں بتاتی ہیں۔ کہ میاں صاحب اور ان کے مریدین کا قدم کس طرف جارہا ہے۔ مجھے ضرورت نہ تھی۔ کہ اس مضمون پر قلم اٹھاتا۔ میاں صاحب جانیں اور ان کے مرید۔ بعض احباب کے دریافت کرنے پر لکھدیا ہے۔ اس خطرناک اسراف کے لئے میں کوئی جواز نہیں دیکھتا‘‘

(پیغام صلح ۳۔ اگست ۱۹۲۴ء)

پیغام صلح اور مولوی محمد علی صاحب کے ان حوالجات سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ مبائعین کو کس قدر قلبی اور روحانی تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے کس بے دردی اور کتنی بیرحمی سے حضرت امام جماعت احمدیہ پر سخت ناجائز اور ناروا حملے کئے۔ یورپ کا سفر حضرت امام جماعت احمدیہ نے جماعت کے مشورہ سے اختیار کیا بہت بڑی قربانی اور ایثار کرتے ہوئے کیا۔ اور محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کیا۔ اور اپنی ذات کے متعلق سارے اخراجات اپنے پاس سے ادا فرمائے۔ لیکن مولوی صاحب نے آپ پر جماعت کے مال میں اسراف کرنے اور قومی امانت میں خیانت کرنے کا الزام لگایا ہم نے ان بیجا الزامات کی تردید دلائل کے ساتھ کی۔ اور جماعت نے اس زور کے ساتھ غیر مبائعین کی اس فتنہ انگیزی کے خلاف آواز اٹھائی کہ وہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ اب جبکہ ان کی باری آئی ہے۔ اور ان کی انجمن کے حسابات زیر تنقید لائے گئے ہیں۔ تو معقول جواب دینے کی بجائے مقدمہ بازی کے لئے اٹھ دوڑے ہیں۔ اور با وجود اس کے وسیع اخلاقی اور اخلاق محمدی کے دعوے کئے جارہے ہیں +

کیا غیر مبائعین سمجھتے ہیں۔ انصاف دنیا سے بالکل اٹھ گیا یا ان کی تیرہ۔ چودہ سالہ تحریریں جو ہمارے خلاف تہذیب و شرافت کو بالائے طاق رکھ کر شائع کرتے رہے ہیں۔ دنیا سے مٹ گئی ہیں اگر نہیں۔ تو اب جو راہ انہوں نے اختیار کی ہے۔ اس میں انہیں کون حق بجانب قرار دے گا۔ اور وہ اسے کس طرح جائز ثابت کرسکتے ہیں

سری نگر میں تباہ کن آگ

زینہ کدل (سرینگر) میں آج شب تین بجے آگ لگ گئی جس نے سینکڑوں مکانات کو بالکل راکھ کردیا۔ اس محلہ میں ایک نہایت خوبصورت مسجد تھی۔ وُہ بھی نذر آتش ہوگئی۔ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ قریباً چار صد مکانات جل گئے ہیں۔ سینکڑوں انسان بے خانماں ہوگئے۔ یہ حصہ مسلمانوں کی آبادی کا ہی تھا۔ اس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ آگ جاری ہے۔ آگ بجھانے والے انجن اپنا کام کررہے ہیں۔ نہایت عبرتناک نظارہ ہے۔ میں ابھی ابھی وہاں سے آرہا ہوں + خاکسار اللہ دتا جالندھری از سرینگر (۲۰ ستمبر)

رپورٹ نہرو کمیٹی میں اچھوت جاتیوں کے حقوق کی پامالی

آدی ہندو سبھا چھاؤنی فیروزپور کا جلسہ اظہار افسوس

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان بتسلیمات۔

۱۶۔ ستمبر ۱۹۲۸ء بروز اتوار چھاؤنی فیروزپور نائٹ سکول بوچیاں کے احاطہ میں آدی ہندو سبھا چھاؤنی فیروزپور کا ایک خاص جلسہ منعقد ہوا جس میں بہت سے بھائی اچھوت جاتی کے شامل ہوئے اور حسب ذیل ریزولیوشن بہ اتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) یہ کہ سبھا ہذا بڑے افسوس کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ کہ اچھوت جاتیوں کے کسی نمائندے کو رپورٹ مرتب کرنے والی اہم نہرو کمیٹی میں شرکت کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ اور اس رپورٹ میں اچھوت جاتیوں کو ایسا بھلایا ہے۔ کہ گویا ان کا علیحدہ کوئی مفاد نہیں ہے۔ اس لئے ہم نہ تو نہرو کمیٹی کی اس رپورٹ کو قبول کرسکتے ہیں۔ اور نہ لکھنؤ آل پارٹیز کانفرنس کی قراردادوں کو منظور کرتے ہیں۔

(۲) یہ کہ جہاں خاص صوبوں کے اندر دیگر دو اقلیتوں کے لئے نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ وہاں تعداد کے لحاظ سے بھی سب سے بڑی اقلیت اچھوت اقوام کے لئے کہیں بھی نشستیں مخصوص کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ ایسا تعصبانہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ حالانکہ اچھوت اقوام کے لئے چند نشستیں مخصوص کی جانی ضروری ہیں۔ جب تک ہم غریب جاتیوں کی حالت تعلیمی اور مالی طور پر مناسب درجہ تک بہتر نہ ہو جائے۔ اس وقت تک خاص عرصہ کے لئے اچھوت جاتیوں کے لئے خاص نشستیں مقرر ہونی یا ان کے لئے تعداد مردم شماری کے بموجب جداگانہ طریقہ انتخاب قائم رکھنا ضروری ہے۔

(۳) یہ سبھا سرکار کی خاص توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتی ہے کہ ترقی کی ہر ایک منزل میں ہمارے مستقبل کا برابر لحاظ رکھا جائے۔ اس لئے ہمارا اہم مطالبہ یہ ہے۔ کہ جداگانہ طریق انتخاب کے ذریعہ ہی غریب جاتیوں کے نمائندوں کو کونسلوں اور بورڈوں کے اندر نشستیں ملنی چاہئیں اور سرکاری ملازمتوں میں بھی معقول حصہ ملنا چاہئے +

(۴) یہ کہ ہر ایک میونسپلٹی کی خدمت میں جہاں پبلک لائبریریوں کیواسطے سینکڑوں روپے کا ماہواری خرچ منظور کیا جاتا ہے۔ یہ درخواست کیجائے کہ اس مد میں سے وہ نصف رقم بچا کر اچھوت جاتیوں کے غریب بچوں کو ابتدائی تعلیم دلانے میں خاص وظائف عطا فرمایا کریں۔

(۵) یہ سبھا سرکار سے بہ ادب التجا کرتی ہے۔ کہ اچھوت جاتیوں کے نمائندوں میں سے کم از کم ایک شخص ہر ایک میونسپلٹی کی تعلیمی کمیٹی میں لیا جایا کرے۔ تاکہ اچھوت جاتیوں کے غریب بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے بھی کچھ انتظام ہونے کی امید ہو + دیوی دیال سیکرٹری آدی ہندو سبھا فیروزپور چھاؤنی

169

ہندوستان کی خبریں

—— شملہ - ۱۹ ستمبر - ہزایکسلنسی وائسرائے یکم اکتوبر کو شملہ میں محکمہ زراعت کے وزراء اور افسروں کی کانفرنس کا افتتاح کریں گے ؛

—— شملہ - ۲۰ ستمبر - آج قانون تحفظ عامہ کے متعلق منتخب کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے - لیکن ۲۹ ستمبر تک اس پر غور نہیں کیا جائیگا -

بمبئی - ۲۱ ستمبر - آسٹریلیا کے گورنر جنرل کی بیگم لیڈی سٹون ہیون آج قیصر ہند جہاز سے یہاں پہونچیں - اور گنیش کنڈ کی طرف روانہ ہو گئیں - جہاں آپ گورنر جمبئی اور ان کی بیگم کی مہمان ہوں گی ؛

—— دہلی - ۱۹ ستمبر - بلدیہ دہلی نے سر جان ٹامسن کی دعوت کے لئے ایک ہزار پانچ روپیہ منظور کیا تھا - اب دہلی کے ٹیکس دہندوں کے نمائندے اس بنا پر بلدیہ دہلی کے خلاف ایک مقدمہ قائم کرنے والے ہیں -

—— کلکتہ - ۱۹ ستمبر آج چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۵۳ الف فارورڈ کے مدیر اور طابع پر فرد جرم لگا دی - الزام یہ ہے - کہ ملزموں نے ۳ جولائی کو ریلوے حادثہ کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا - جس سے جماعتی نفرت پیدا ہو سکتی ہے - مقدمہ ۲۸ اکتوبر کے لئے ملتوی ہو گیا ہے -

—— بھوپال - ۱۹ ستمبر - بٹلر کمیٹی کے سلسلہ میں نواب صاحب انگلستان روانہ ہو گئے ہیں ؛

—— کلکتہ - ۲۰ ستمبر - صوبجات متحدہ کے ضلع جلون موضع کنٹھ میں پٹواری اور ایک نائب کھیتوں کی پیمائش کر رہے تھے کہ ایک آسمانی گولے کے گرنے سے پاش پاش ہو گئے - ان کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا - جسے شدید زخم آئے - مقتولین کی لاشیں ریزہ ریزہ ہو گئیں - اس گولے کے گرنے کی آواز ۲۰ میل کے فاصلہ پر سنی گئی - اس گولہ کا ایک ٹکڑا جس کا وزن ۵۰ من سے زیادہ ہے - معائنہ کے لئے ضلع کے صدر مقام کو بھجوایا گیا ہے -

—— کھڑگ پور - ۱۶ ستمبر - اس امر کی کوشش ہو رہی ہے کہ کھڑگ پور سے اس عنصر کا اخراج کیا جائے - جو وہاں فسادات کا موجب بن رہا ہے - پولیس غنڈوں کی گرفتاری میں مشغول ہے - اور اس رقبہ سے جہاں ریلوے ملازمین رہائش رکھتے ہیں پولیس نے ۹۰ غنڈوں کو گرفتار کر لیا ہے - ان کے خلاف زیر دفعات ۱۰۷، ۱۴۴ ضابطہ فوجداری مقدمہ چلیگا ؛

—— نینی تال - ۲۰ ستمبر - آج کونسل صوبجات متحدہ میں جیل تحقیقاتی کمیٹی کے اخراجات کے لئے پچاس ہزار روپے کا مطالبہ پیش کیا گیا جو منظور ہو گیا -

—— بھدرواہ - ۱۸ ستمبر - سیلاب سے انسانی جانیں ۱۴۹ (مسلمان ۱۴۰ - ہندو ۹) زیادہ تر بچے اور عورتیں مکانات ۶۵ دوکانات ۵ سرکاری تعمیرات ۳ پل ۵ گھراٹ ۱۸ بھاگ ۳۶ ... دیگر مالی نقصان کا اندازہ ابھی صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکا - رقبہ جو کہ سیلاب کی نذر ہو چکا ہے - اس کی پیمائش ہو رہی ہے - نقصان ۵ لاکھ روپے سے کسی صورت میں بھی کم نہیں ہو سکتا -

—— شملہ - ۲۱ ستمبر - سر سنکرن نائر - سر آرتھر فروم اور راجہ نواب علی کونسل آف سٹیٹ کی طرف سے سائمن کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے ہیں -

—— ملتان - ۲۰ ستمبر - ۱۹ ستمبر کی شام کو سبزی منڈی میں آگ لگ گئی - ایک گھنٹہ میں تمام عمارت جل کر خاکستر ہو گئی - اگر میونسپل فائر بریگیڈ وقت پر نہ پہونچتا - تو آگ اور پھیل جاتی - سبب اس آتشزدگی کا معلوم نہیں - لیکن افواہ ہے کہ کسی نے ایک سگرٹ خشک بھوسہ میں ڈال دیا تھا -

—— مدراس - ۲۰ ستمبر - میسرز پی - آر اینڈ سنز نے اطلاع دی ہے کہ ایک رجسٹری شدہ پارسل میں سے جواہرات گم ہو گئے ہیں - بیان کیا جاتا ہے - کہ اس فرم کی شاخ مدراس نے ایک پارسل بھیجا - جس میں ایک ہزار پانچسو تینتیس روپے کے ہیرے تھے - مقامی ڈاکخانہ سے اس کے وصول ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ ہیرے تو غائب ہیں - روئی اون اور کچھ کاغذ بھرے ہوئے ہیں - اوپر کے خول کی مہریں ثابت تھیں - سی آئی - ڈی تفتیش کر رہی ہے ؛

—— سرینگر - ۲۰ ستمبر - شب گذشتہ زینہ کدل میں جو تجارت کا خاص مرکز ہے - چار سو دکانیں اور مکان جل گئے - چار موٹر انجن اور چار دستی انجن اس کو بجھانے کی کوشش کر رہے تھے - نقصان کا اندازہ پچیس لاکھ کیا جاتا ہے بھگوبل کے خاندان کو زیادہ نقصان پہونچا ہے - اکثر اشخاص بے خانماں اور بے نوا ہو گئے ہیں -

—— نینی تال - ۲۰ ستمبر - یو - پی کونسل نے آج یہ مطالبہ زر منظور کر دیا - کہ چونکہ ماہ ستمبر میں بارش ناکافی ہوئی ہے - اس لئے ۲۴ لاکھ روپے کاشتکاروں کو پیشگی دیا جائے اس سے الہ آباد - آگرہ - جھانسی - اور میرٹھ ڈویژنوں کی خاص امداد کی جائے گی - زرعی صورت حالات ابھی تک غیر یقینی ہے ؛

غیر ممالک کی خبریں!

—— فضائے یمن پر جنگ کے بادلوں کی گھنگور گھٹا چھائی ہوئی ہے - صورت حال دردانگیز ہے - شہر صنعاء پایہ تخت یمن ویران ہو گیا ہے - تمام قیمتی چیزیں اور مال منقولہ لوگوں نے پہاڑیوں میں منتقل کر دیا ہے - اور یہیں شہر کے امراء دولتمند لوگ بھی پناہ گزیں ہیں - غیر ملکی سوداگروں کو کسی قسم کی تشویش نہیں ہے - وہ اپنا کاروبار بدستور چلا رہے ہیں - چیزوں کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں - تمام اہم مقامات پر توپیں چڑھا دی گئی ہیں - تاکہ اگر انگریزی طیارے حملہ آور ہوں تو مدافعت کی جائے - فوج نے پناہ گاہیں تیار کر لی ہیں ؛

—— ماسکو - ۱۷ ستمبر - اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ "سوویٹ نارتھ" نامی ہوائی جہاز میں جو چھ اشخاص روانہ ہوئے تھے - وہ صحیح و سالم پائے گئے ہیں - ان لوگوں نے دو سو میل تک برف پر سفر کیا - اور اب وہ ساحل پر پہونچ گئے ہیں -

—— رگبی - ۱۶ ستمبر - کل فرانس کی گورنمنٹ نے برطانیہ کو ۴۰ لاکھ پونڈ ادا کر دیا ہے - یہ قرضہ جنگ کی پانچویں قسط ہے

—— لندن - ۱۹ ستمبر - سائمن کمیشن - ۲۷ ستمبر کو ہندوستان کے قصد سے لندن سے روانہ ہو گا - ۱۰ یا ۱۲ اکتوبر کو پونا پہونچیگا -

—— لندن - ۲۰ ستمبر - کل مجلس اقوام کی پانچویں کمیٹی کے اجلاس میں یہ تحریک پیش کی گئی - کہ اقصائے مشرق میں مدک اور چانڈو بازی کی تحقیقات کیجائے ۱۳ ممبروں نے جنہیں برطانوی بھی تھے موافق ووٹ دئے - ۱ ممبر خاموش رہے صرف چین نے مخالفت کی - غیر جانبدار ۱۶ ممبروں میں ۱۳ یوروپین تھے -

—— نیویارک - ۲۰ ستمبر - جزائر غرب الہند میں خوفناک طوفان باد باراں آیا ہے - اس کے متعلق جو تازہ حالات موصول ہوئے ہیں - ان سے معلوم ہوتا ہے - کہ دو ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے ہیں - فلوریڈا میں مالی نقصان ۳۰ کروڑ روپیہ کا ہوا ہے - سینکڑوں آدمیوں کا پتہ نہیں چلتا -

—— لندن - ۲۰ ستمبر - لارڈ برکنہیڈ نے سلطان مسقط کو نشان کے - سی آئی - ای دفتر ہند میں مرحمت فرمایا -

—— وارسا - ۱۹ ستمبر - پولیس نے ایک انجمن کے جسے شورش پسندوں کی جماعت کہا جاتا ہے کئی ممبروں کو گرفتار کیا ہے - کہا جاتا ہے - کہ اس جماعت کا مدعا و مقصد بالداروں کے مکانات اور مشرقی سرحد پر کھیتوں کو آگ لگانا اور تباہ کرنا ہے - یہ بھی بیان کیا جاتا ہے - کہ ملزمین میں زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جو سوویٹ نظم و نسق کے مخالف ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ یہ انجمن "فولادی پنجہ کی جماعت" سے ملحق ہے - جسے سوویٹ کی سرکاری پولیس سے احکام موصول ہوتے ہیں ؛

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

پھر لکھا ہے۔ "لفظ خاتم (بفتح تاء) کو اسم آلہ ثابت کرنے کے لئے جس شد و مد کے ساتھ پانچ روپیہ انعام حاصل کرنے کا دعوے کیا۔ وہ بصد افسوس و حسرت حاصل نہ کر سکے۔ اور پبلک پر یہ اثر چھوڑ گئے۔ کہ قادیانی مناظر دیدہ دلیری سے بھری مجلس میں جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں کرتے"۔

لفظ خاتم (بفتح التاء) کے اسم آلہ ہونے کے متعلق جس طرح پیغامی "مبلغ اسلام" نے میدان مناظرہ میں دھوکہ دہی سے کام لیا۔ اسی طرح رپورٹر صاحب نے اصل معاملہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

اصل بات یوں ہے۔ کہ پیغام کے "مولانا صاحب" نے تعلی آمیز الفاظ میں لفظ خاتم (بفتح التاء) کے اسم آلہ ہونے سے انکار کیا۔ اور اس پر طرفہ یہ کہ اسم آلہ ثابت کرنے پر پانچ روپے انعام بھی رکھا۔ اور اپنی علمیت او معقولیت ظاہر کرنے کے لئے یہ شرط لگا دی۔ کہ صرف کی کتاب میں یہ لکھا ہوا بتاؤ۔ کہ لفظ خاتم ہو۔ اور اس کے آگے اسم آلہ لکھا ہوا ہو۔ مگر "مولانا صاحب" کو اتنا پتہ نہیں۔ کہ علوم کی کتب میں جزئیات کی بحث نہیں ہوتی۔ اور باوجود بار بار تبلانے کے آپ اپنی بات پر اڑے رہے۔ تعلیم یافتہ اصحاب نے یہ کہہ بھی دیا۔ کہ یہ سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ جو ایسی مجلس میں بالکل نامناسب ہے۔ پھر "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" اپنے نفس پر قیاس کرتے ہوئے مجھ پر جھوٹ کا الزام لگا دیا ہے۔ میں تو اس کے متعلق یہی کہونگا۔ کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔

یہ ہے۔ پیغام پارٹی کی فتح کی حقیقت اب بھی فتح و شکست کا سوال نہایت آسان طریق سے حل ہو سکتا ہے۔ مولانا صاحب میرے مطالبات نقل کر کے اس کے آگے اپنے "پُر معارف" جوابات لکھدیں۔ اس سے دنیا آپ کی امانت و دیانت اور دعوائے علمیت سے خود بخود واقف ہو جائیگی۔

عبدالکریم خیال۔ مولوی فاضل جہلم

ملتان شہر میں سیرت رسولؐ پر تقریر

۲۴ ستمبر ۱۹۲۸ء محمد حیات خاں صاحب ملتان شہر سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں:۔ شیخ محمود احمد صاحب مصری نے ۲۳ ستمبر ۵ بجے شام باغ لنگے خاں میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تقریر کی۔ جو دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ ہندو مسلم کثیر تعداد میں جلسہ میں آئے۔ اور نہایت دلچسپی سے تقریر سنتے رہے۔

تبلیغی دورہ میں تبدیلی

شیخ محمود احمد صاحب نے تبلیغی دورہ کا جو پروگرام [illegible] کرایا تھا۔ اس میں انہوں نے تبدیلی کر دی ہے۔ پہلے پروگرام کو قابل عمل نہ سمجھا جائے۔

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے دفتر کی تبدیلی

یکم اکتوبر ۱۹۲۸ء سے جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا دفتر بنگلہ نمبر ۴ منٹگمری روڈ لاہور میں چلا جائے گا۔ یہ

بنگلہ "پتھر والی کوٹھی" کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس سڑک پر واقعہ ہے۔ جو میکلوڈ روڈ (نزد قلعہ گوجر سنگھ) سے ملکہ کے بُت کو جاتی ہے۔ "پتھر والی کوٹھی" کے نام سے دریافت کرنے پر عموماً اس کوٹھی کا پتہ مل جاتا ہے۔

پتہ درکار ہے

ایک صاحب محمد عبدالجبار کے نام محکمہ فوج سے میری معرفت بعض ضروری چٹھیاں موصول ہو رہی ہیں۔ جو ان کا پتہ معلوم نہ ہونے کے باعث دفتر میں پڑی ہیں۔ یہ صاحب اپنا صحیح و مفصل پتہ تحریر کر کے منگوا لیں۔

محمد صادق۔ ناظر امور خارجہ قادیان

اجرائے اخبار کے لئے درخواست

تین سال کی عمر میں والدین نے مجھ کو یتیم چھوڑا۔ چھ سال کی عمر میں بنگلور کے عیسائی یتیم خانہ میں مجھے عیسائی بنایا گیا۔ ۷ سال تک یہاں گذر گی۔ پھر میرے والد کے ایک دور کے رشتہ دار نے مجھے وہاں سے بدقت تمام نکالا۔ اور مسلمان بنایا۔ لیکن یہ رشتہ دار بھی چل بسا۔ اب میری عمر سولہ سترہ سال کی ہے۔ اسلام سے زیادہ واقفیت نہیں یہاں عیسائی اور آریوں کا بہت زور ہے۔ انہی لوگوں کے اکثر لیکچر ہوتے ہیں۔ میں ایک ہندو کی دکان پر ۹ روپیہ ماہوار پر ملازم ہوں۔ بدقت تمام گذر ہوتی ہے اتنی مقدرت نہیں۔ کہ "الفضل" خرید کر پڑھوں۔ کیا کوئی دوست میرے نام سے "الفضل" جاری کرا کر ثواب حاصل کرینگے۔ خدا تعالے اجر دے گا۔

خاکسار۔ غلام احمد۔ حیدر آباد دکن

درخواست ہائے دعا

۱۔ خانصاحب نعمت اللہ خاں صاحب امیر جماعت راوی برج عرصہ اڑھائی ماہ سے پیٹ پر زخم ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد لدھا

۲۔ میری بیوی سخت بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

خاکسار خقیر احمد۔ چھاؤنی جالندھر

۳۔ میرا لڑکا ضیاء الدین بہت دنوں سے بیمار ہے۔ دوست اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

روشن دین پنڈی چری۔ حال قادیان

۴۔ خاکسار کو عرصہ پندرہ سال سے عارضہ خفقان دائمی کی شکایت ہے۔ کئی علاج کئے گئے ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اس پریشانی کی وجہ سے زندگی دوبھر ہو گئی ہے۔ احباب عاجز کے حق میں دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم میری یہ تکلیف دور کرے آمین

خاکسار محمد شریف از کانپور

۵۔ میڈیکل سکول امرتسر کا فائنل امتحان ۱۷۔ ستمبر سے شروع ہے۔ ۲۲۔ ستمبر کو پرچے ختم ہو گئے ہیں۔ یکم اکتوبر سے پریکٹیکل شروع ہوگا۔ ہم پانچ احمدی طلباء امتحان میں بیٹھے ہیں۔ دوستوں اور بزرگوں کی خدمت میں دعا کیلئے درخواست ہے۔ خاکسار فیض اللہ میڈیکل سکول امرتسر

۶۔ خاکسار کو ایک مربعہ زمین ملنے کا حکم ہوا ہے بعد ادب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بالخصوص اور بزرگان سلسلہ سے بالعموم دعا کا ملتجی ہوں۔ کہ مولا کریم مجھے کامیاب کرے۔

سید زین العابدین پنشنر حولدار فتح پور۔ ضلع گوجرات

دعائے مغفرت

۱۔ ۱۷۔ ستمبر کو مرزا رحیم بیگ صاحب جو کہ ایک پرانے اور مخلص احمدی تھے بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار محمد حسین خاں ٹیلر احمدی دھرم سالہ

۲۔ میاں محمد دریام صاحب زرگر ۱۹۔ ستمبر ۱۹۲۸ء بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

روشن دین زرگر

۳۔ میرا بچہ رحمت قتل کے الزام میں ۱۳ ستمبر ۱۹۲۸ء کو پھانسی کی سزا پا گیا۔ پہلے دو بچے میرے ہی قتل ہوئے تھے۔ تیسرے کا یہ انجام ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے التماس ہے۔ کہ دعائے مغفرت فرمائیں۔

محمد خان از داتہ زید کا۔

چندۂ خاص اور زمیندار جماعتیں

(۱) جماعت احمدیہ سامانہ ریاست پٹیالہ ایسی جماعت ہے۔ کہ جس میں بیشتر حصہ ان احباب کا ہے۔ جو کہ صنعت و حرفت کا کام کرنے والے ہیں۔ اور کچھ حصہ زمیندار احباب کا ہے۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب امیر جماعت سامانہ نے بہت محنت اور خاص سعی سے چندہ خاص کا فارم بھجوایا ہے۔ اور اس میں خصوصیت یہ ہے۔ کہ تمام احباب کا چندہ خاص تیس فیصدی کی شرح سے ہے۔ بلکہ بعض کا پچاس اور چالیس فی صدی کی شرح سے۔

(۲) جماعت کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور سے مکرمی غلام محی الدین خانصاحب پنشنر انسپکٹر پولیس اور عبدالمغنی خاں صاحب نے چندہ خاص نہ صرف اپنی ماہوار آمدنی پر ہی ادا کیا ہے۔ بلکہ زمیندارہ آمدنی کا بھی باقاعدہ حساب کر کے تیس فیصدی کے حساب سے چندہ خاص دیا ہے۔ اور یہ ہر دو صاحبان چندہ عام بھی اپنی ہر قسم کی آمدنی زمیندارہ و ماہوار آمدنی پر باقاعدہ اور باشرح ادا کیا کرتے ہیں۔

(۳) مونڈیکے بیریاں ضلع سیالکوٹ میں چوہدری محمد علی صاحب پٹواری کا وعدہ تیس فیصدی کے حساب سے ہے۔

(۴) شیخپور ضلع گجرات میں میاں قادر علی صاحب و میاں میراں بخش صاحب کا وعدہ تیس فیصدی کے حساب سے ہے۔ باقی احباب کے وعدے باشرح۔ احباب کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ چندہ خاص کے تمام وعدوں کی رقوم ماہ ستمبر کے آخر تک بیت المال میں پہونچ جانی چاہئیں۔

ناظر بیت المال قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۶ — قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۸ء — جلد ۱۶

مسلمانوں کی افسوسناک خانہ جنگی

نہرو کمیٹی کی رپورٹ پر لکھنؤ کی نام نہاد آل پارٹیز کانفرنس نے مہر تصدیق ثبت کر کے نہ صرف مسلمانانِ ہند کے سیاسی مستقبل کو نہائت تیرہ و تار بنا دیا ہے۔ بلکہ کچھ مسلمانوں کو کسی نہ کسی ذریعہ اپنے قابو میں لا کر مسلمانوں میں نہائت خطرناک خانہ جنگی کی بنیاد بھی رکھ دی ہے۔ چنانچہ جہاں دیگر صوبوں میں اس کے لئے زور شور سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ وہاں پنجاب میں یہ جنگ پورے جوبن پر ہے۔ سینکڑوں روپے خرچ کر کے جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ اور ہزاروں کے خرچ سے ایسے لوگ مہیا کئے جاتے ہیں۔ جو نہ صرف گالیوں اور بدزبانیوں میں مشاق ہوں۔ بلکہ اینٹ پتھر۔ کیچڑ گارا۔ ڈنڈے جوتے سب کچھ مجمع پر برسا سکیں۔ ایسے "جان نثارانِ قوم و ملت" کی "خدمات" سے فائدہ اٹھا کر اپنے مخالف فریق کے جلسہ کو درہم برہم کیا جاتا۔ اور مسلمانوں کی شرافت اور تہذیب پر دوسروں کو ہنسنے کا موقعہ بہم پہونچایا جاتا ہے۔

تھوڑے ہی دن ہوئے۔ خلافت کمیٹی پنجاب کے کچھ ممبروں نے جن کی پیٹھ ہندو نہ صرف درپردہ ٹھونک رہے ہیں۔ بلکہ اخبارات میں بھی ان کی حمائت کر رہے اور لکھ رہے ہیں۔ کہ

"پنجاب کے معزز خلافتی لیڈر پنجاب میں عوام پر قابو پائے ہوئے ہیں۔ اور اس بات کا قوی یقین ہے۔ کہ وہ اپنے رسوخ اور دلائل سے صورت حال پر قابو پا لیں گے"

عوام پر قابو پانے کا یہ طریق اختیار کیا۔ کہ نہرو رپورٹ کے مخالف مسلمانوں کے جلسہ کو اپنے مولاناؤں کے ذریعہ شور و شر برپا کر کے پراگندہ کرا دیا۔ اس کے بعد خود انہوں نے جلسہ منعقد کیا۔ جس پر انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ اپنے مخالفین کے خلاف جو ہتھیار وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ وہی ان کے خلاف بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں چنانچہ استعمال کئے گئے۔ اور "زمیندار" (۱۹ ستمبر) کو لکھنا پڑا۔ کہ

"پتھر مارنے والے اب شور مچانے لگتے ہیں۔ کبھی سیٹیاں بجاتے ہیں۔ کبھی دست افشانی کرتے ہیں۔ کبھی جوتا کھینچ مارتے ہیں۔ کبھی کیچڑ اچھالنے لگتے ہیں۔ اور منہ میں جھاگ پر جھاگ لا کر غلیظ سے غلیظ گالیوں کا جھاڑ لہ نمایانِ خلافت پر باندھ دیتے ہیں۔ شور اتنا ہے۔ کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی"

اس کے مقابلہ میں "زمیندار" والوں نے مسلمانوں کو جو القاب دئے۔ ان کا اندازہ حسب ذیل عنوانوں سے کیا جا سکتا ہے۔ جن کے ماتحت گالیوں کی طول طویل فہرست تصنیف کی گئی ہے:-

"مسلمانان لاہور کے جلسہ پر لفنگوں کی انقلابی فوج کی یورش"

"دس ہزار مسلمان فیصلہ لکھنؤ کے حق میں اور صرف بیس اجرتی لفنگے اس کے مخالف"

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ مسلمانان پنجاب کیسی خطرناک خانہ جنگی میں مصروف ہیں۔ اور ان میں کس طرح جوتیوں میں دال بٹ رہی ہے۔

ان حالات میں ہندو جو کچھ کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو اپنے لیڈروں کے متعلق یہ یقین دلا رہے ہیں۔ کہ نہرو رپورٹ میں انہوں نے پوری طرح ہندوؤں کے حقوق اور مفاد کی حفاظت کر لی ہے۔ اور دوسری طرف ان مسلمانوں کو ہر طرح امداد دینے اور ان کے ہاتھ مضبوط کرنے کی تحریک کر رہے ہیں۔ جو مسلمانوں کو نہرو رپورٹ کے پھندے میں پھنسانے کی کوشش میں لگے ہوئے اور خانہ جنگی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہندو اخبار پارس (۲۴ ستمبر) پہلے امر کا یقین دلاتا ہوا لکھتا ہے:-

"بھارت بھوشن پنڈت مالویہ جی۔ پنجاب کیسری لالہ لاجپت رائے جی اور مشہور مہاسبھائی لیڈر ڈاکٹر مونجے وغیرہ کامل طور پر نہرو رپورٹ سے متفق ہیں۔ اور وہ بالاتفاق رائے اس امر کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ ہندوؤں کی بہتری اسی بات میں مضمر ہے۔ کہ وہ نہرو رپورٹ کی تائید کریں۔ ہر سہ مذکورہ بالا اصحاب نے نہرو رپورٹ کی بطور ہندو کے اس لئے تائید کی۔ کہ اس میں ہندوؤں کے حقوق کو پامال نہیں کیا گیا۔ بلکہ انصاف سے کام لیتے ہوئے ہندوؤں کے جائز حقوق کو بحال رکھا گیا ہے"

اس کے ساتھ ہی آریہ اخبار "ملاپ" (۲۳ ستمبر) کے یہ الفاظ پڑھنے سے کہ "ہندوؤں نے نہرو رپورٹ کی مخالفت کرنا مناسب نہیں سمجھا" باسانی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو نہرو رپورٹ کی تجاویز سے کس قدر مطمئن ہیں۔ اور وہ اسے اپنے فوائد کے لئے کتنا مفید سمجھتے ہیں۔ کیا یہ ممکن تھا۔ کہ وہ ہندو جو کل تک مسلمانوں کے ساتھ اتنی رواداری کرنے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ کہ نماز کے اوقات میں مسجدوں کے پاس سے باجے بجاتے اور شور مچاتے نہ گذریں۔ وہ آج حکومتِ ہند میں مسلمانوں کی باعزت شمولیت کی تجاویز کرنے لگ جائیں۔ اور چھوٹے بڑے سارے کے سارے ہندو نہ صرف ٹھنڈے دل سے ان تجاویز کو سنیں۔ بلکہ ان کی تائید و حمائت میں کھڑے ہو جائیں۔ اور ان تجاویز کرنے والوں کی راہ نمائی کے فرائض پنڈت مالویہ جی۔ لالہ لاجپت رائے اور ڈاکٹر مونجے کے سے مسلمانوں کے دیرینہ خیر خواہ ادا کرنے شروع کر دیں۔

یہی اور صرف یہی ایک بات اس بات کے سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ کہ نہرو رپورٹ سراسر ہندو مفاد پر مشتمل ہے۔ اور ہندوؤں کو اطمینان ہے۔ کہ ہندوستان کی حکومت اپنے قبضہ و تصرف میں لانے اور مسلمانوں کو سبز باغ دکھا کر غافل رکھنے کا اس سے بہتر نسخہ آج تک کبھی تجویز نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندو اخبارات ان مسلمانوں کی پشت و پناہ بنے ہوئے ہیں۔ جو ان کے پھندے میں پھنس کر سب مسلمانوں کو نہرو رپورٹ کے منظور کر لینے کی تلقین کر رہے ہیں۔ اور ہر طریق سے اپنے ان کارندوں کو مدد دے رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار تیج (۲۴ ستمبر) نے ایک طویل مضمون میں ایسے مسلمانوں کی تعریف و توصیف کے پل باندھتے ہوئے بالآخر یہ تحریک کی ہے:-

"اس موقعہ پر ہندوؤں سے ہم یہ درخواست کریں گے۔ کہ وہ ہر ممکن طریق پر قوم پرست مسلمانوں کے ہاتھوں کو مضبوط کریں۔ تاکہ وہ کامیابی کے ساتھ سرکار پرست و خود غرض مسلمانوں کا مقابلہ کر سکیں جو ہندوستان کی آزادی میں سدِ راہ بنے ہوئے ہیں"

ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہندو ان لوگوں کو جو ان کے ہتھے چڑھے ہوئے ہیں "قوم پرست" قرار دے کر اور جو ان کی چال میں نہیں آئے۔ انہیں "سرکار پرست" بتا کر مسلمانوں میں خانہ جنگی جاری رکھنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے لئے درپردہ جو کچھ کیا جاتا ہے۔ وہ تو الگ رہا۔ کھلے طور پر اپنے حامیوں کے ہاتھوں کو ہر ممکن طریق سے مضبوط کرنے کا اعلان کیا جا رہا ہے ان حالات میں مسلمانوں کی خانہ جنگی کے اختتام کی سوائے اس کے کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کہ وہ لوگ جن کی ہندو ہر طرح مدد کر رہے اور جن کے ہاتھ مضبوط کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اگر اپنی مسلم کش حرکات سے باز نہ آئیں۔ تو مسلمان انہیں ہندوؤں کے کارندے سمجھ کر منہ لگانا چھوڑ دیں۔ انہیں اسلامی مفاد کے دشمن سمجھ لیں۔ اور اس طرح جلد سے جلد خانہ جنگی کا خاتمہ کر دیں۔

خوشی کی بات ہے۔ مسلمانانِ پنجاب ایک حد تک بیدار ہو چکے ہیں اور سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ جو لوگ انہیں نہرو رپورٹ کے قبول

کابل میں مُلّانوں اور پیروں کی سرکوبی

افغانستان جو عرصہ سے جہالت - تعصب مذہبی اور عدم رواداری کے لئے دنیا میں مشہور تھا - اس کا باعث وُہ ملانے ہی ہیں - جو اس ملک میں عوام پر بہت زیادہ اثر رکھتے ہیں - انہی لوگوں کی تنگ خیالی کے طفیل آج تک افغانستان متمدن اور مہذب ممالک کی صف میں کھڑا نہیں ہو سکا تھا لیکن مقام مسرت ہے - کہ افغانستان کے موجودہ بیدار مغز اور روشن دماغ فرماں روا اس امر کو بخوبی محسوس کر چکے ہیں - کہ جب تک ان ملانوں سے عوام کو آزاد نہ کرایا جائیگا - ملک کبھی ترقی نہیں کر سکیگا - چنانچہ جو ملا یا پیر افغانستان میں نفاذ اصلاحات کی مخالفت پر آمادہ ہوتا اور ملک میں فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے - شاہ کابل اس کی شخصیت اور شہرت کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کی شرارت کا انسداد فرما دیتے ہیں - حال میں جب ایک بہت بڑے اور بارسوخ پیر نے جو امیر حبیب اللہ خان صاحب کے بھی پیر تھے - حکومت کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کیا - تو اسے معہ چند مریدوں کے گرفتار کر لیا گیا - اور کابل میں اس کے متعلق فیصلہ کیا جائیگا ؞

اگر حکومت کابل اسی گرمی کے ساتھ فتنہ انگیز لوگوں کی سرکوبی کرتی رہی - تو امید ہے - ان مشکلات کا اسے سامنا نہیں کرنا پڑیگا جو کابل کے سابق حکمرانوں کو علماء کی طرف سے پیش آتی رہی ہیں

آریہ سماج اور وید

آریہ اخبار پرکاش (۲۶ - اگست) راوی ہے -

"آریہ سماج نیروبی (افریقہ) میں جس شخص کو آریہ سماج کا پردھان بنایا گیا - اس نے صاف کہدیا - کہ آریہ سماج کا سبھاسد (ممبر) بننے کے لئے وید کو ایشور یہ گیان ماننا ضروری نہیں"

یوں تو آریہ سماجی اپنی تمام طاقت دنیا کو یہ بات منوانے کے لئے صرف کر رہے ہیں - کہ ویدوں کے سوا دنیا میں اور کوئی الہامی کتاب ہی نہیں - لیکن علی حالت یہ ہے - کہ انہیں ایک ایسے شخص کو جو علانیہ ویدوں کے الہامی ہونے سے انکار کر رہا ہے - اپنا صدر بنانے سے بھی عار نہیں -

جب آریہ سماج آریہ سماجیوں سے ویدوں کے ایشوریہ گیان ہونیکا اقرار کرانے سے بھی قاصر ہے - تو اسے سمجھ لینا چاہیئے - کہ کوئی اور سمجھدار انکے اس دعوے کو ماننے کیلئے کب تیار ہو سکتا ہے -

حقیقت یہ ہے - ویدوں میں کوئی ایسی بات بھی تو نہیں ہے - جو ان کے ایشور گیان ہونے کا ثبوت ہو - پرانے اور بہت پرانے زمانہ کے قصے کہانیاں ہیں - اور وہ بھی ایسے رنگ میں جو موجودہ زمانہ میں کوئی اثر نہیں رکھتا - یہی وجہ ہے - کہ خود آریوں کا بھی ایک حصہ انہیں زیادہ سے زیادہ تاریخی روایتیں قرار دیتا ہے ؞

اشارات

تھوڑا ہی عرصہ ہوا - پیغامیوں نے ہماری صلح جوئی اور امن پسندی کی داد بایں الفاظ دی تھی - "ان کا اختیار ہے - کہ وُہ جو چاہیں کریں - صُلح کریں - یا جنگ کریں - ہم دونوں حالتوں میں ان کے عقائد کے خلاف جو اسلام میں خطرناک تفرقہ پیدا کرنے والے ہیں - ہر حال میں جنگ کریں گے" اس پر مولوی محمد علی صاحب نے مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا:-

"یہ وُہ جنگ ہے - جو حق و باطل کے درمیان ہمیشہ رہی ہے - اور ہمیشہ رہے گی"

گویا انہوں نے ہمیں "باطل" اور اپنے آپ کو "حق" قرار دے کر ہمیشہ جنگ جاری رکھنے کا چیلنج دیا تھا ؞

ہمارے لئے یہ تو کوئی خلاف توقع بات نہ تھی - جو کچھ وہ ہمارے خلاف شروع دن سے کرتے چلے آ رہے ہیں - اسی کا صاف اور کھلے الفاظ میں اعادہ تھا البتہ یہ امر ضرور حیرت انگیز ہے - کہ ان مدعیانِ حق کے امیر صاحب کو چند ہی دن کے اندر اندر یہ ہدایت نافذ فرمانے پر کس بات نے مجبور کر دیا - کہ "میں اخبار "پیغام صلح" کو یہ ہدایت کرتا ہوں - کہ سوائے قادیانیوں کے عقیدہ تکفیر مسلمین اور اجرائے نبوت کے اور کسی مسئلہ پر کچھ نہ لکھیں - اور ان مسائل پر بھی جو بحث ہو - وہ دلائل کے طور پر اور متانت سے ہو"

عام اعلان جنگ کرنے کے بعد "تکفیر مسلمین اور اجرائے نبوت" تک اسے محدود کر دینے اور اس کے متعلق بھی دلائل اور متانت کی پابندی لگانے سے صاف ظاہر ہے - کہ کوئی خاص ضرورت پیش آ گئی ہے - اور وُہ خاص ضرورت سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے - کہ "پیغام صلح" نے ایک خاص سلسلہ مضامین لکھنے کا حال میں جو اعلان کیا تھا - اس سے بچنے کی راہ نکالی گئی ہے - یا اس فیصلہ سے پہلوتہی کی گئی ہے - جس کے لئے خود مولوی محمد علی صاحب نے چیلنج دیا تھا - اور حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے اس کی منظوری کا نہایت مفصل اعلان شائع ہو چکا ہے ؞

"پیغام صلح" نے اس مراسلت کے متعلق جو ہم نے تحقیق حالات کے لئے شائع کی - لکھا تھا - "گو مضمون نگار کی بزدلانہ پردہ پوشی اعتراضات کی حقیقت کو خود واضح کر رہی ہے - اور اس سے بڑھ کر اراکین انجمن کا اعلان ان کے کذب صریح ہونے پر شاہد ہے - تاہم اشاعت آئندہ میں ہم اس سلسلہ میں مفصل تبصرہ کر کے دکھائیں گے - کہ جماعت قادیان نے کسقدر ناپاک جھوٹ اور بہتان طرازی کو اپنا شیوۂ عمل بنا رکھا ہے"

پھر دوسرے پرچہ میں لکھا تھا:

"الفضل کے برقعہ پوش مضمون نگار کا مفصل جواب آئندہ اشاعت سے شروع کیا جائے گا - جس میں ان تمام اتہامات کو غلط ثابت کرنے کے علاوہ جو بزرگانِ ملت پر دھرے گئے ہیں - قادیان کے بعض رازہائے سربستہ کا بھی انکشاف ہوگا"

"پیغام" کے امیر صاحب نے جب دیکھا - کہ پیغام میں اپنے ان پے بہ پے وعدوں کے ایفاء کی ہمت نہیں - اور یہ اس کی صرف گیدڑ بھبکیاں ہیں - دوسری طرف مباہلہ چیلنج کی منظوری نے انہیں چکرا دیا تو ہدایت دے دی - کہ عقیدہ تکفیر مسلمین اور اجرائے نبوت کے سوا اور کچھ نہ لکھا جائے - اگر یہ وجہ نہیں - تو کیوں پیغام نے اپنے اعلانات پر عمل کرنے کا خیال ترک کر دیا - جس کے لئے پبلک بڑی بے تابی سے انتظار کر رہی ہے - اور کیوں مولوی صاحب خود چیلنج دے کر اب فیصلہ کے لئے تیار نہیں ؞

"پیغام" نے اپنے "امیر ایدہ اللہ" کی مندرجہ بالا ہدایت کو ان کی "بلند اخلاقی" کی بنیاد قرار دے کر ایک افتتاحیہ لکھا ہے - مگر سوال یہ ہے - "یہ بلند اخلاقی" اسوقت تک کس پستی میں پنہاں تھی - جب ہم بار بار پیغام اور اہل پیغام کی زیادتیوں اور فتنہ انگیزیوں کی طرف توجہ دلاتے تھے - اب ایک طرف "پچاس ہزار تاوان کا مطالبہ" اور دوسری طرف "بلند اخلاقی" کا دعوے اور اس کے ساتھ ہی "قادیانیوں کی بدلگامی" کے الفاظ میں اپنی بدتہذیبی کا اعادہ صاف بتا رہا ہے - کہ یہ حالت پیدا کرنے والی کوئی اور ہی چیز ہے ؞

مہاراجہ صاحب بھرتپور کو ان کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے گورنمنٹ نے حکم دیا ہے - کہ وُہ ریاست بھرتپور کی حدود سے ایک سو میل سے کم فاصلہ کے کسی مقام پر نہ جائیں - اور نہ اس سے کم فاصلہ پر رہائش اختیار کریں یہ وہی مہاراجہ صاحب ہیں - جنہوں نے فتنہ ارتداد کے ایام میں جبکہ ان کی رعایا کے ہزاروں مسلمانوں کو طرح طرح کے جبر اور اکراہ سے مرتد کیا گیا تھا - اور ان کا ایک بڑا حصہ احمدی مبلغین کی تلقین سے دوبارہ مسلمان ہو چکا تھا - احمدی مبلغوں کو ریاست سے جبراً نکالدیا تھا - اور بڑی کوشش اور سعی کے بعد صرف اتنی اجازت ملی تھی - کہ ۲۴ گھنٹے سے زیادہ کوئی احمدی مبلغ حدود ریاست میں نہ رہے -

مہاراجہ صاحب کو اب معلوم ہو گیا ہوگا - کہ جو زیردستوں پر اپنی طاقت کے گھمنڈ میں ظلم کرتا ہے - اس پر اسی دنیا میں بدلا لینے والے مقرر کر دئے جاتے ہیں - اور وہ اپنے کئے کا خمیازہ اور نہایت سخت خمیازہ بھگتے بغیر نہیں رہتا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدا کی دی ہوئی عزت کوئی چھین نہیں سکتا

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دنیا میں انسان جن چیزوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور جن کے حصول کے لئے یا جن کے قائم رکھنے کے لئے باقی چیزوں کو قربان کر دیتا ہے۔ ان میں سے ایک اور درحقیقت سب سے بڑی

انسان کی عزت

ہے۔ عزت بھی آگے دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک حقیقی جو ذاتی عزت کہلاتی ہے۔ اور دوسری ظلی جو نسبتی عزت کہلاتی ہے۔

ذاتی عزت

تو وہ خوبیاں اور کمالات ہیں۔ جو انسان کے اندر پائے جاتے ہیں۔ وہ کسی کو نظر آئیں یا نہ آئیں۔ کوئی ان کا اعتراف کرے یا نہ کرے۔ لوگوں پر وہ ظاہر ہوں یا نہ ہوں۔ بہرحال اس انسان کی بڑائی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ عزت اللہ تعالےٰ کی

صفات ذاتیہ کا ظل

ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کی وہ صفات جو کہ اس کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ کسی کے جاننے یا نہ جاننے کی محتاج نہیں مخلوق ہو یا نہ ہو۔ کوئی شخص عبادت کرے یا نہ کرے

خدا خدا ہی ہے

اس کی طاقتیں اپنی ذات میں کسی کی حمد کی محتاج نہیں۔ اسی طرح انسان کی عزت بھی کسی کی توصیف و ثنا کی محتاج نہیں۔ وہ انسان جسے ذاتی عزت حاصل ہے اپنی ذات میں بڑا ہے۔ خواہ لوگ اس کا اقرار کریں یا نہ کریں مگر ایک عزت نسبتی ہوتی ہے۔ وہ

حقیقی عزت کا ظل

ہوتی ہے۔ جس طرح سورج اپنے ساتھ شعاعیں بھی رکھتا ہے۔ وہ اپنی ذات میں روشن ہے۔ اور روشنی کی تیزی کے باعث وہ اپنی شعاعیں دور دور پھینکتا ہے۔ وہ شعاعیں سورج نہیں لیکن اس کے نور کا ظل ہیں۔ اربوں ارب میل پر سورج ہے۔ مگر اس کا ظل دنیا پر بھی پڑتا ہے۔ اور اس کی شعاعیں زمین کو بھی منور کر رہی ہیں۔ یہ دھوپ جو ہمیں دن کو اور یہ چاندنی جو رات کو نظر آتی ہے کیا چیز ہے۔ یہ وہی شعاعیں ہیں۔ جو کبھی براہ راست اور کبھی بالواسطہ ہم تک پہونچتی ہیں۔ اسی طرح جب انسان کے اندر عزت پیدا ہوتی ہے۔ وہ حقیقی عزت جو کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ خواہ دنیوی یا دینی کمالات کے لحاظ سے ہو تو اس وقت انسانیت سے بھی کچھ شعاعیں نکلتی ہیں۔ جو دوسروں کے قلوب پر پڑتی ہیں۔ وہ ان کی آنکھوں سے اس کے جلال کا اظہار کراتی ہیں۔ وہ ان کی زبان سے اس کی ثنا کراتی ہیں۔ لوگ ایسے شخص کی عزت کرتے ہیں۔ زبانیں اس کی تعریف کرتی ہیں۔ حقیقت شناس اس کا ادب اور احترام کرتے ہیں۔ لیکن یہ عزت

حقیقی عزت

نہیں۔ عزت وہی ہوتی ہے۔ جو اس کے اندر ہوتی ہے۔ اور یہ اس کی شعاعیں ہوتی ہیں۔ جو دوسروں کو نظر آتی ہیں۔ سورج کی طرح

عزت و بڑائی

بھی محدود نہیں کی جا سکتی۔ وہ پھیلتی ہے۔ اور لوگوں کے قلوب کو مسخر کرتی ہے۔ اس کے بعد ان کی زبانوں۔ کانوں بلکہ جسموں کو مسخر کرتی ہے۔ اور اس سے بڑھکر ان کے خیالات و افکار کو مسخر کر لیتی ہے۔ زبانیں اس کی تعریف کرتی ہیں۔ آنکھیں اس کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ ہاتھ اس کے خلاف اٹھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ خیالات اس کی تائید میں جوش میں آتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ عزت ہے۔ لیکن یہ عزت نہیں۔ یہ دراصل

عزت کا ظل

ہے۔ عزت وہی تھی۔ جو اس کے دل میں تھی۔ جو اس کی ذات میں تھی۔ جو کچھ لوگوں کی زبانوں۔ کانوں اور جسموں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ اس کا پرتو ہے۔ اس کی دھوپ ہے۔ اور یہ اس عزت کے سورج کی شعاعیں ہیں۔

وہ عزت جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہی آتی ہے۔ اور خدا ہی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ انسانوں کے بنانے سے نہیں بنتی۔ انسان کسی کو بڑا نہیں بنا سکتے۔ بلکہ خدا بناتا ہے۔ یہ نور خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ خواہ دنیوی لحاظ سے ہو یا دینی لحاظ سے۔ ایک استاد طالب علم کو پڑھاتا ہے لیکن درحقیقت وہ اسے علم نہیں سکھا سکتا۔ اگر ایک

کند اور غبی الذہن

لڑکے کو کسی بہتر سے بہتر استاد کے سامنے بٹھا دیا جائے۔ تو استاد اسے کیا سکھا سکیگا۔ صناع بڑی اچھی چیزیں بناتے ہیں۔ لیکن اپنی پاس سے نہیں۔ ایک کاریگر کو عمدہ لکڑی دو۔ وہ اسے کرید کر اور چھیل کر نہایت اعلیٰ صورت میں تبدیل کر دے گا۔ لیکن وہ لکڑی کو پیدا نہیں کر سکتا۔ لکڑی کو خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح ہیرا اپنی روشنی خدا تعالےٰ سے ہی لیکر آتا ہے۔ جوہری صرف اس کو کاٹتا ہے۔ اور اس سے زنگ دور کر دیتا ہے۔ وہ ہیرا پیدا نہیں کر سکتا۔ سنار سونے سے نہایت خوبصورت زیور بناتا ہے۔ مگر وہ سونا نہیں بنا سکتا۔ یہ عالیشان عمارتیں اور محلات جو پرانے زمانہ کی یادگاریں ہیں۔ جو ہزاروں ہزار سال سے حوادث زمانہ کا مقابلہ کر رہی ہے۔ جن کے بنانے والے اور بنانے والوں کی نسلیں بلکہ بنانے والوں کی

نسلوں کے نام

بھی مٹ گئے ہیں۔ لیکن وہ سر بفلک کھڑی ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسانوں کو چیلنج کرتی ہیں۔ کہ اس صناعی کا تم کیا مقابلہ کروگے۔ مگر ان کا حقیقی کمال دراصل اس مادہ میں ہے جو خدا نے پیدا کیا۔ انسان نے صرف اس کو ترتیب سے سجا دیا۔ لیکن امتداد زمانہ کا مقابلہ کرنے والے

مادہ کا پیدا کنندہ

دراصل خدا تعالےٰ ہی ہے:۔

پس حقیقی بڑائی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی آتی ہے۔ اور حقیقی ذلت بھی خدا کی طرف سے ہی آتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ تعز من تشاء و تذل من تشاء یعنی خدا ہی عزت و ذلت پیدا کرتا ہے۔ لیکن دنیا میں بعض ایسے

نادان انسان

بھی ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ عزت ان کے ہاتھ میں ہے۔ اسی لئے وہ کہہ دیتے ہیں۔ ہم نے ہی فلاں کو عزت دی۔ ہم ہی اس کی عزت چھین لیں گے۔ وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ عزت کا بنانا یا اس کا چھیننا ان کے اختیار کی بات نہیں۔ جس چیز کو کسی انسان نے بنایا ہی نہیں وہ اسے چھین کیسے سکتا ہے۔ تم سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اور اگر فائدہ نہ اٹھانا چاہو۔ تو کمرے کے کواڑ بند کر کے اپنے لئے تاریکی پیدا کر سکتے ہو۔ لیکن سورج سے اس کی روشنی چھین نہیں سکتے۔ تم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہو۔ کہ اپنی

آنکھوں پہ پردے

ڈال لو۔ اور اپنے آپ کو اس روشنی سے محروم کر لو۔ سورج کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اسی طرح وہ خوبصورت اور دلکش آواز جنہیں اللہ تعالےٰ نے تسخیر قلوب کے لئے بنایا ہے۔ اگر چاہو تو تم ان سے فائدہ اٹھا لو۔ یا چاہو تو اپنے

کانوں میں روئی

ٹھونس کر انہیں نہ سنو۔ لیکن خوبصورت آواز کو دنیا سے نابود کر دینا تمہارے اختیار کی بات نہیں۔ اسی طرح تم اچھی مزیدار چیزوں سے

لطف حاصل کر سکتے ہو یا ان چیزوں کے کھانے سے انکار کر سکتے ہو۔ اور اپنے آپ کو ان کی لذت سے محروم رکھ سکتے ہو۔ لیکن لذیذ چیز کو اس کی

لذت سے محروم

نہیں کر سکتے۔ اسی طرح تم میٹھے کو مٹھاس سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ ہاں اس کے استعمال سے انکار کر سکتے ہو۔ اسی طرح وہ لذتیں جو چھونے سے حاصل ہوتی ہیں۔ اگر چاہو۔ تو تم ان سے لذت حاصل کر لو۔ اور اگر نہ چاہو۔ تو نہ کرو۔ لیکن ان چیزوں کو ان کی ملائمت سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان چیزوں میں یہ خوبیاں کسی انسان نے پیدا نہیں کیں۔ بلکہ خدا نے پیدا کی ہیں۔ اور خدا کی پیدا کی ہوئی خوبی کو کوئی انسان نہیں چھین سکتا۔ اسی طرح انسان میں بھی عزت بڑائی اور خوبی خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی آتی ہے۔ اور کوئی انسان اسے چھین نہیں سکتا۔ کچھ عرصہ ہوا۔ اور ہم میں سے بہتوں کی زندگیوں میں ایسا ہوا۔ وہ اسوقت ہوش میں تھے۔ اور ابھی تک زندہ ہیں۔ جب خدا تعالےٰ کی طرف سے

ایک نور

پیدا کیا گیا۔ ایک شخص کو۔ خدا تعالےٰ نے عزت دی۔ اور جیسا کہ اس کا قاعدہ ہے۔ ابتداء میں عزت اس بیج کی طرح ہوتی ہے۔ جو آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ وہ ایک چنگاری کی طرح ہوتی ہے۔ جو آہستہ آہستہ دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگین کر دیتی ہے۔ پس خدا تعالےٰ نے اس نور کو پیدا کیا۔ اور وہ بڑھنے لگا۔ اور ایسی حالت میں پہنچ گیا۔ کہ وہ جالوؤں اور چیدڑوں کی آنکھوں والے تھے۔ ان کی آنکھیں اسے برداشت نہ کر سکیں۔ وہ چندھیا گئیں۔ اور جس طرح بیمار کی آنکھوں کو روشنی اچھی نہیں لگتی۔ اور جہاں اور لوگ روشنی کے لئے بیتاب ہوتے ہیں۔ وہ اندھیرا چاہتا ہے۔ اسی طرح ان کی آنکھوں کو بھی وہ نور اچھا نہ لگا۔ اور انہوں نے اپنی نادانی سے یہ خیال کر لیا۔ کہ یہ چنگاری ہماری لگائی ہوئی تھی۔ اور یہ شعاع ہم نے پیدا کی تھی۔ ہم ہی اسے مٹا دیں گے۔ چنانچہ ان میں سے

ایک شخص نے کہا

میں نے ہی اسے بڑھایا تھا۔ اور میں ہی اسے ذلیل کروں گا۔ وہ نادان یہ نہ سمجھا۔ کہ عزت اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ حقیقی عزت باہر سے نہیں آتی۔ غیر حقیقی عزت باہر سے آتی ہے۔ اور حقیقی و غیر حقیقی عزت میں بآسانی امتیاز بھی ہو سکتا ہے۔ دیکھو دنیا کے بادشاہ ایک شخص کو

خان بہادر

بنا دیتے ہیں۔ لیکن ان کے بنانے سے وہ نہ خان بنتا ہے۔ اور نہ بہادر۔ اسی طرح وہ کسی کو

رائے بہادر

بنا دیتے ہیں۔ مگر وہ نہ رائے بنتا ہے۔ نہ بہادر۔ محلہ میں اگر ذرا سا بھی کھٹکا ہو۔ تو اسے غش آنے لگتا ہے۔ ذرا آواز آئی۔ کہ ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ تو رائے بہادر صاحب فوراً دھوتی سنبھالتے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے پاس بھاگے جاتے ہیں۔ کہ میری حفاظت کیجئے۔ کہاں گئی وہ بہادری۔ دراصل اسے بہادر چونکہ ان لوگوں نے بنایا تھا۔ جن کے اختیار میں بہادر بنانا نہ تھا۔ اس لئے وہ حقیقی بہادر نہ بنا۔ بلکہ رائے بہادری کے بعد اور بھی بزدل ہو گیا۔ کیونکہ پہلے تو وہ سمجھتا تھا۔ اگر مجھے کسی نے کچھ کہدیا۔ تو کوئی بات نہیں۔ لیکن رائے بہادری کے بعد اس نے خیال کر لیا۔ کسی کے کچھ کہنے سے میری ذلت ہو گی۔ اس وجہ سے وہ اور بھی بزدل ہو گیا۔ تو دنیاوی خطاب جتنے اونچے ہوں گے۔ اتنے ہی زیادہ خطاب یافتہ بزدل ہوں گے۔ لیکن جو

خدا کے بنائے ہوئے بہادر

ہوتے ہیں۔ ان کی شان بالکل علیحدہ ہوتی ہے۔ ان کی بڑائی چونکہ اندر سے آتی ہے۔ اس لئے وہ کسی بڑی سے بڑی مصیبت سے بھی ہراساں نہیں ہوتے۔ اور کسی کی شرارت سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا جس طرح ایک لالٹین جل رہی ہو تو شیشے کے اوپر ہاتھ پھیرنے سے وہ بجھ نہیں سکتی۔ وہ جب ہی بجھیگی۔ جب اندر سے بجھائی جائیگی۔ اسی طرح بیرونی کوششیں بھی ان بہادروں کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ جن کے اندر خدا تعالےٰ عزت پیدا کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم لوگ اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں۔ واللہ متم نورہٖ لیکن جس نے یہ نور پیدا کیا ہے وہ ہی اسے مٹائے تو مٹ سکتا ہے۔ اور کسی میں اس کے مٹانے کی طاقت نہیں۔ اگر ساری دنیا مل کر

تمام سمندروں کا پانی

سورج پر ڈالے۔ تو کیا سورج مٹ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح خدا کے پیدا کردہ نور کو بجھانے کے لئے اگر ساری دنیا بھی کھڑی ہو جائے تو نہیں بجھا سکتی۔ تو اس شخص کی نادانی تھی جس نے کہا میں اسے مٹا دوں گا۔ اور یہ نادانی اس لئے پیدا ہوئی۔ کہ اس نے سمجھا۔ عزت انسان بناتا ہے۔ وہ جو اپنے آپ کو دین کا بڑا عالم سمجھتا تھا۔ اس نے خیال کیا ہیرے جوہری بناتے ہیں۔ حالانکہ ہیرے پیدا کرنا خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ ہاں کچھ ہیرے انسان توڑ سکتا ہے۔ لیکن کچھ ہیرے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ ان کا توڑنا بھی خدا تعالےٰ نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہوتا ہے۔ جب اس نے یہ کہا۔ تو عزت دینے والے نے بھی فرمایا۔

انی مھین من اراد اھانتک

یہ اس دعویٰ کا جواب تھا۔ جو اس نے ذلیل کرنے کے متعلق کیا تھا۔ اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ لوگ تیری اہانت کر نہیں سکتے۔ ہاں وہ اس کا ارادہ کر سکتے ہیں۔ لیکن جو ارادہ بھی کریگا۔ میں اسے ذلیل کر دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ساری دنیا کے لوگ پھونکیں مارتے رہے۔ لیکن وہ روشنی نہ بجھی۔ ہاں انہوں نے اپنے آپ کو بیوقوف ثابت کر دیا۔ اور وہ ان

بندروں سے بھی زیادہ نادان

ثابت ہوئے جنہوں نے جگنو کو آگ سمجھکر پکڑ لیا تھا۔ کہ اس سے آگ جلائیں گے۔ وہ اس پر لکڑیاں رکھ کر ساری رات پھونکیں مارتے رہے۔ مگر وہ جگنو تھا۔ اس لئے آگ نہ جل سکی۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ ان بندروں نے بھی بیوقوفی کی۔ لیکن اپنے فائدے کیلئے کی۔ لیکن ان نادانوں نے نور بجھانے کی سعی کی۔ اس لئے یہ ان

بندروں سے بھی بدتر

ہوئے۔ بندروں نے کسب نفع کیلئے مگر انہوں نے اپنی جانوں کو ہلاک کرنے کیلئے کی۔ چونکہ

عزت کا پیدا کرنے والا

اللہ ہی ہے۔ اس لئے وہ کہاں مٹ سکتی تھی۔ وہ نامراد ہوئے اور اللہ نے دنیا کو یہ بھولا ہوا سبق جسے مسلمانوں نے کئی سو سال سے بھلا رکھا تھا۔ یاد دلا دیا۔ کہ تعز من تشاء و تذل من تشاء۔ خدا تعالےٰ نے یہ سبق پھر دوبارہ تازہ کیا۔ اور ثابت کر دیا کہ عزت دینا یا ذلیل کرنا خدا تعالےٰ کے ہی اختیار میں ہے

مگر افسوس

کئی نادان جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو سنا آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی مجالس کی برکات مشاہدہ کیں آپ کو آنکھوں سے دیکھا۔ آپ کے جسم کو چھوا۔ ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی۔ یا اس کی گونج پڑی۔ کہ میں نے ہی اسے عزت دی ہے۔ اور میں ہی اسے ذلیل کروں گا۔ وہ آواز جس زور سے اٹھی تھی۔ اور جو

بھیانک صورت

اس نے اختیار کی تھی۔ اور جو تاریکی اس آواز کے ساتھ پھیلی تھی وہ ایسی نہ تھی۔ کہ اتنی جلدی بھول جائے۔ پھر جہاں انہوں نے یہ آواز سنی تھی ان کی آنکھوں نے یہ نظارا بھی دیکھا۔ کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے باطل کی اس کی ہیبت کو توڑ دیا۔ اور وہ

بلند و بالا دیو

جن کے سر آسمان پر اور پیر زمین پر نظر آتے تھے۔ انہیں کس طرح باریک کیڑوں کی شکل میں دکھایا۔ مگر وہ اس بات کو بھول گئے۔ کہ عزت و ذلت خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ انہوں نے نفسانیت خود غرضی بغضوں اور کینوں سے متأثر ہو کر پھر یہ چاہا۔ کہ

خدا تعالےٰ کا اختیار

چھین لیں۔ انہوں نے اپنے نفوس کو یہ مرتبہ دیدیا۔ کہ جسے چاہیں عزت دیدیں۔ اور جسے چاہیں ذلیل کر دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیاری اپنی توحید ہے۔ وہ سب گناہ معاف

کردیتا ہے۔ لیکن شرک معاف نہیں کرتا۔ اس کی غیرت کب برداشت کرسکتی تھی۔ کہ وہ برائی جسے اس نے مٹایا تھا۔ پھر اسے اتنی جلدی قائم ہونے دے۔ لوگوں نے چاہا کہ عزت دینا اپنے ہاتھ میں لے لیں لیکن خدا نے نہ چاہا کہ وہ ایسا کرسکیں۔ اسے خود جسے چاہا عزت دی۔ اس پر وہ ابلیس جو ہمیشہ سے انسان کو ورغلاتا آیا ہے۔ اس نے ان کے قلوب پر قبضہ کیا۔ اور کہا تم ناری وجود ہو یعنی روشن اور چمکتے ہوئے ہو۔ تم ایک تاریک وجود کی اطاعت کیسے کرسکتے ہو۔ انہوں نے اس کی بات تسلیم کرلی۔ اور افسوس

شیطان کی آواز میں

اپنی تباہی کو نہ دیکھا۔ اور نہ سوچا کہ یہ آواز ناری ہے۔ جو اپنے وجود کو بھی جلا دیتی ہے۔ وہ تمام کمالات جو خدا سے نہیں ہوتے وہ ناری ہوتے ہیں۔ اس لئے انسان کو تباہ کردیتے ہیں۔ نوری وہی ہیں۔ جو خدا سے آئیں۔ انہوں نے یہ نہ سمجھا۔ کہ ان کے کمالات ناری اور کسبی ہیں۔ اللہ تعالےٰ جن سے کام لینا چاہتا ہے۔ انہیں نوری کمالات عطا فرماتا ہے۔ وہ

آسمان سے فیض یافتہ

ہوتے ہیں۔ اور خدا سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اور دنیا کو روشن کرتے ہیں۔ اور آسمان سے آنے والی چیز بندہ کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ مگر انہوں نے اس حقیقت کو نہ سمجھا۔ اور لمبے عرصہ تک یہی کوشش کرتے رہے کہ جس چیز کو خدا تعالےٰ نے قائم کیا ہے۔ اسے مٹا دیں۔ اس کے لئے انہوں نے ہر انسانی تدبیر اختیار کی۔ وہ جسے مٹا سکتے تھے۔ وہ انسانی وجود تھا۔ وہ اگر مٹ بھی جاتا تو اور وجود کھڑا ہوسکتا تھا۔ اس طرح خدا تعالےٰ کے نور کو وہ نہیں مٹا سکتے تھے۔ ان کی مثال اس بچہ کی سی تھی۔ کہ جو تاریک کمرہ میں آنے والی سورج کی شعاع کو پکڑنا چاہتا ہے۔ اور اس پر ہاتھ رکھ کر سمجھ لیتا ہے۔ کہ میں نے اسے پکڑ لیا۔ لیکن جب ہاتھ اٹھاتا ہے۔ تو شعاع وہیں ہوتی ہے۔ یہی مثال ان کی تھی۔ وہ اس جگہ کو بھی پکڑ سکتے تھے۔ لیکن کیا جہاں دھوپ پڑ رہی ہو۔ وہاں سے مٹی اکھاڑ دینے پر وہاں شعاع پڑنی بند ہوجائیگی۔ اس مٹی کو ہٹانے سے شعاع نیچے پڑیگی۔ اور وہ ہٹا دینے سے اور نیچے پڑنے لگ جائے گی۔

پہلے بھی کئی نادانوں نے

ایسی غلطیاں

کیں۔ انہوں نے سمجھا۔ عمرؓ کا وجود ہی نور ہے۔ حالانکہ عمرؓ اس مقام کی طرح تھا۔ جس پر سورج کی شعاع پڑ رہی تھی۔ انہوں نے اسے مٹا دیا۔ اور سمجھا شعاع مٹا دی۔ لیکن وہی شعاع پھر عثمانؓ پر پڑنے لگ گئی۔ انہوں نے اسے بھی مٹا دیا۔ تو وہی شعاع پھر علیؓ پر پڑنے لگی۔ اسے جب اسے بھی مٹا دیا۔ تو پھر وہ شعاع روحانی طور پر دنیا میں پھیل گئی۔ اور

دنیا کے ہر گوشہ میں

ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ظل پیدا ہوگئے۔ دنیا کے جس خطہ میں بھی تم چلے جاؤ تمہیں وہاں کسی نہ کسی بزرگ کی قبر ضرور ملیگی۔ یہ بزرگ کون تھے۔ انہیں لوگوں کے ظل تھے۔ نادانوں نے اس نور کو ایک جگہ سے مٹایا۔ خدا نے اسے ہزاروں جگہ قائم کردیا۔ اور اس وقت تک وہ نور قائم رہا۔ جب تک لوگوں نے اپنے آپ کو اس کا مستحق ثابت کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم خدا تعالےٰ کسی قوم سے کوئی نعمت نہیں چھینتا۔ جب تک وہ خود اپنی

حالت میں تغیر

نہ کرلے۔ جب مسلمانوں نے اس نور کے استحقاق کو کھو دیا۔ خدا نے بھی اس نعمت کو ان سے چھین لیا۔ پھر ہزاروں گدیاں قائم ہوگئیں۔ اور لوگوں نے نور پیدا کرنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن چونکہ خدا تعالےٰ اس نعمت کو چھین چکا تھا۔ اس لئے لوگوں کے پیدا کرنے سے پیدا نہ ہوسکا۔ حتیٰ کہ پھر

خدا نے ایک انسان کو بھیجا

جسے حقیقی عزت عطا کی۔ پس کوئی انسان کسی کو عزت نہیں دے سکتا۔ عزت کمالات سے پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ گورنمنٹ رائے بہادر تو بنا سکتی ہے۔ لیکن بہادر نہیں بنا سکتی۔ بہادری خدا ہی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب تک خدا تعالےٰ کسی کو اپنی کتاب کا فہم نہ دے۔ اپنے علم سے اسے حصہ نہ دے۔ رحم و شفقت اسے عطا نہ کرے۔ اسے کون بڑا بنا سکتا ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ کسی کو بڑا بنادے۔ تو اس سے بڑائی کون چھین سکتا ہے۔ لوگ اگر اسے گالیاں بھی دیں۔ تو بھی کیا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کبوتر جب بلی کو دیکھتا ہے۔ تو اپنی آنکھیں بند کرلیتا ہے۔ لیکن کیا اس کے آنکھیں بند کرلینے سے بلی کی طاقت سلب ہوجاتی ہے۔

لوگوں کا گالیاں دینا

کبوتر کے آنکھیں بند کرلینے جیسا ہی ہے۔ اگر کوئی شخص دھوپ میں آنکھیں بند کرکے بیٹھے۔ اور سمجھے کہ سورج نہیں ہے۔ تو اس کی نادانی ہے۔ دنیا میں نور قائم ہے۔ اگر اس زمانہ کے لوگ اپنی بیوقوفی سے اسے رد کرتے ہیں۔ تو آنے والی نسلیں ان کو اندھا کہیں گی۔ کہ دھوپ میں بیٹھ کر کہتے رہے کہ نور نہیں ہے۔ وہ ان کی عزت ہرگز نہیں کرینگی۔ بلکہ یہ کہیں گی۔ کہ جو کچھ وہ

ناپاک لوگ

تھے۔ اس لئے پاکیزگی قبول نہ کرسکے۔

پس یاد رکھو

عزت خدا کی طرف سے آتی ہے

اور کوئی اسے چھین نہیں سکتا۔ خدا تعالےٰ جسے چاہے۔ عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔ وہ انسان جو ان باتوں کو اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں۔ وہ نادان ہیں۔ اور پچھتائیں گے۔ یا ان کی نسلیں پچھتائیں گی۔ لیکن اس وقت ان کا پچھتانا ان کے لئے کچھ مفید نہیں ہوگا۔

اجرائے نبوت اور مولوی محمد علی صاحب

مولوی صاحب بڑے زور سے ہمارے خلاف یہ صدا بلند کررہے ہیں۔ کہ ہم خاتم النبیین کے منکر ہیں۔ اور ہمارا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہنا لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔ اس لئے کہ ہم نبوت کو آپ کے بعد جاری سمجھتے ہیں۔ آج تو ہمیں مولوی صاحب اس عقیدہ پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی میں نبوت کا درجہ حاصل کیا۔ منکر خاتم النبیین اور دھوکہ باز قرار دے رہے ہیں۔ مگر جن تحریروں میں مولوی صاحب نے خود اقرار کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اللہ ہیں۔ ان کی بنا پر نہ معلوم اپنے متعلق کیا فتوےٰ صادر فرمائیں گے۔

مولوی صاحب! ٹھنڈے دل سے اپنے قلم اور دوسرے بزرگوں کے قلم سے صادر شدہ تحاریر پر غور فرمائیں۔ اور پھر للہ بتائیں۔ کیا آپ اسی نبوت کے قائل رہے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں اب خاتم النبیین کا منکر اور دھوکہ باز قرار دے رہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جولائی ۱۹۰۶ء میں سے دو عبارتیں رکھتا ہوں۔ غور فرما کر جواب دیں۔

۱۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم جنہیں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ مسلمانوں کے لیڈر کا خطاب عطا کیا۔ اپنے ایک مضمون میں جو مندرجہ بالا پرچہ میں "خدا کی ہستی" کے عنوان سے شائع ہوا۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

"آریہ قوم میں ایک شخص لیکھرام نے جو اسلام کے خلاف بڑی تیز زبانی اور بیباکی سے بولتا تھا۔ اس خدا کے نبی سے درخواست کی۔ کہ اگر اس کا دعوےٰ سچا ہے اور وہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اسلام سچا مذہب ہے۔ تو اسے بھی دکھایا جائے۔ میرزا غلام احمد نبی اللہ نے عالم الغیب خدا کی طرف توجہ کی۔ خدا نے فرمایا۔ کہ یہ شخص چھ برس کے عرصہ میں عذاب اور سختی کے ساتھ ہلاک ہوجائے گا۔"

۲۔ اسی پرچہ میں "عیسوی مذہب کی اشاعت میں رکاوٹیں" کے عنوان کے ماتحت ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"آگ کا ضرر تو چند روزہ ہے۔ لیکن گناہ کا ضرر ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس لئے بیشک ایک نبی کی ضرورت ہے۔ مگر نہ اس امر کے لئے کہ وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر ملامت کرے۔ اور خدا کے وعید سے ڈرا دے۔ جیسا کہ بار ورسٹ فیلڈ لکھتا ہے۔ بلکہ جیسا کہ وجوہات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ اس امر کے لئے کہ وہ خدا کی ہستی اور اس کی جزا و سزا کی نسبت ان کے دلوں میں

یقین واثق پیدا کرے" ص۲۴۷

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرکے لکھا ہے۔

"ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ مدینہ میں شہر کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک یہ خبر مشہور ہوگئی۔ کہ مسلمانوں کے لئے شراب آئندہ حرام ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینا منع کر دیا ہے۔ اس کا اثر چند ہی منٹوں میں یہ ہوا۔ کہ شراب کے تمام مٹکے اور برتن توڑ ڈالے گئے۔ اور مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہ نکلی۔ اس آوازمیں یہ جادو بھرا اثر کہاں سے آیا۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ لوگ یقیناً اس بات کو جان گئے۔ کہ شراب پینے میں اس خدا کی نارضامندی ہے۔ جس کا پیغامبر وہ آنحضرت صلعم کو جانتے تھے۔ اس قسم کے نبی کی واقعی دنیا کو ضرورت ہے۔ نہ اس پادری نبی کی۔ جس کو سوائے خدا کے برگزیدوں اور پاک مذہبی اصولوں کو برا بھلا کہنے کے اور کچھ نہیں آتا۔ ایسا ہی ایک نبی اس وقت بھی خدا تعالےٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ لیکن لوگوں نے اسی طرح اس کا انکار کیا۔ جیسا کہ پہلے نبیوں کا۔ کاش کہ یہ لوگ اس وقت غور کرتے اور سوچتے کہ کیا وہ نشان ان کو نہیں دکھلائے گئے۔ جو کوئی انسان نہیں دکھلا سکتا۔ اور کیا وہ اس طرح پر گناہ سے نجات نہیں دیتا۔ جس طرح پہلے نبیوں نے دی۔ اور ایک ہمہ علم اور ہمہ طاقت ہستی کے متعلق وہی یقین ان کے دلوں میں پیدا نہیں کرتا۔ جو پہلی امتوں میں پیدا کیا گیا۔ ایسا نبی میرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ جو مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ جو ہزاروں نشان اپنی تصدیق میں دکھلا چکے ہیں۔ اور جن کے پیرو اس وقت دو لاکھ سے اوپر ہیں" ص۲۴۸

ان عبارات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ "مسلمانوں کے لیڈر" (الہام مسیح موعود) مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ ہیں۔

۲۔ اس زمانہ میں ایک نبی کی ضرورت تھی۔

۳۔ ایسے نبی کی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے کام کرے

۴۔ ایک نبی اس وقت خدا تعالےٰ نے مبعوث فرمایا۔

۵۔ اس کا اسی طرح انکار کیا گیا جیسا کہ پہلے نبیوں کا۔

۶۔ اس نے لوگوں کو پہلے نبیوں کی طرح گناہ سے نجات دی

۷۔ ایسا نبی میرزا غلام احمد قادیانی ہیں جو مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اب مولوی صاحب فرمائیں:۔

۱۔ کیا ۱۹۰۶ء میں جب یہ رسالہ شائع ہوا۔ اس کی ادارت کا کام ان کے سپرد تھا۔ یا نہیں؟ اگر تھا تو کیا۔ یہ مضمون انکا لکھا ہوا نہیں۔ اگر نہیں نہیں۔ تو کیا انہوں نے پڑھا تھا یا نہیں؟ اگر پڑھا تھا تو کیا۔ اس پر نوٹس لیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے اس امر کو پیش کیا تھا۔

۲۔ کیا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے مضمون میں جو لفظ میرزا غلام احمد نبی اللہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس وقت آپ نے پڑھے تھے یا نہیں۔ اگر پڑھے تھے تو کیا آپ نے اس وقت کوئی نوٹس لیا۔ اور آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جاکر یہ کہا۔ کہ دیکھو آپ کے متعلق نبی اللہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور یہ امر خاتم النبیین کے مفہوم کے صریح مخالف ہے۔

۳۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ اس مضمون میں جو الفاظ نبی اللہ استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے تردید چھپوائی۔ اگر نہیں تو کیا "مسلمانوں کے لیڈر" نے بقول آپ کے خاتم النبیین کے منکر ہونے کی حالت میں وفات پائی:

۴۔ کیا ان دونوں مضمونوں کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تھی تو کیا حضور نے ان کی تردید میں کوئی مضمون رسالہ میں چھپوایا۔ اگر نہیں ہوئی تھی تو آپ نے کیوں اس کی اطلاع نہ کی۔ جبکہ آپ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا عقیدہ کفر اور ختم نبوت کے منافی تھا۔

اگر آپ نے ان سوالوں کا جواب نہ دیا۔ تو سمجھا جائیگا آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں آپ کو نبی ہی یقین کیا کرتے تھے۔ مگر اب آپ نے دنیاوی اغراض کی خاطر اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی۔ تا وہ بات پوری ہو جس کی رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی تھی۔ کہ آپ کے نیک ارادوں میں تبدیلی آجائیگی۔ حضور نے آپ کو خواب میں فرمایا۔ "آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ"۔

مولوی صاحب دنیا فانی اور زوال پذیر ہے۔ اپنی حسن عاقبت کی فکر کریں۔ جس کے مقابل پر آپ کھڑے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس کا نام محمود رکھا ہے۔ اگر خدا کے علم میں اس کے افعال محمودہ نہ ہوتے تو اس کا نام محمود نہ رکھا جاتا۔ پس آپ کے الزامات کا جواب تو خود خدا تعالےٰ نے ان کا نام محمود رکھ کر دیدیا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کا بزرگ بندہ ہے۔ جو اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا۔ وہ آخر کار رسوا ہوگا۔ اور ذلت کی موت مرے گا۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا

پھر فرماتے ہیں:۔

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

پھر آئینہ کمالات اسلام میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"کہ حدیث یتزوج ویولد لہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا مسیح موعودؑ کو ایک ایسا فرزند عطا کرے گا۔ جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا۔ اور وہ خدا کے معزز بندوں سے ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالےٰ انبیاء اور اولیاء کو ذریت کی بشارت اسی وقت دیتا ہے جبکہ اس سے صالحین کی پیدائش مراد ہو"۔

پھر آپ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی نصیحت پر غور کریں جو کبھی آپ کو قرآن مجید کے نوٹ لکھواتے وقت کی تھی۔ کہ "یزید بہت ہی برا شخص ہوا ہے۔۔۔ آپ ضرور اس کے متعلق نوٹوں میں زور سے لکھیں۔ یہ بہت ہی برا آدمی ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس نے بڑے پاک خاندان کا مقابلہ کیا"۔

پس آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر پر جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ مسیح موعودؑ کا حسن واحسان میں نظیر ہے۔ عداوت کے مسموم تیر نہ برسائیں:

خادم جلال الدین شمس احمدی از حیفا

لائٹ کا پرافٹ نمبر

میں نے غیر مبایعین کے اخبار لائٹ کا پرافٹ نمبر دیکھا اور اول سے آخر تک سارا پڑھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام تک سے محروم پایا۔ امیر ایدہ اللہ سے لے کر غریب احمد اللہ تک کے مضمون ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کا نام تک نہیں لیا گیا کیا لائٹ والوں نے خدا کی بھیجی ہوئی لائٹ یعنی حضرت مسیح موعود کا نام اس نمبر میں اس لئے نہیں لیا۔ کہ غیروں سے پیسے ملنے بند نہ ہو جائیں۔

میں ایک اور بات کا بھی اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور وہ یہ کہ خود ایڈیٹر صاحب کو پرافٹ نمبر میں اپنی انشاپردازی کا کمال دکھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ دینا پڑا۔ تو انہوں نے آپ کو

A Great Muslim Writer

(ایک بڑا مسلم مصنف) کہکر اپنی بغل میں چھپا لیا۔ ریورنڈ والٹر۔ ایم۔ اے نے ان لوگوں (غیر مبایعین) کے متعلق خوب لکھا ہے۔ کہ یہ لوگ تدریجاً غیر احمدیوں میں مل جائیں گے۔ کاش یہ لوگ اپنی حالت پر غور کریں۔ اور ساتھ ہی اپنی اصلاح بھی کریں:

وی عبدالقیوم مالاباری

118

غیر مبایعین اور مقدمہ بازی

غیر مبایعین اور مولوی محمدؐ علی صاحب نے جماعت احمدیہ کو کس قدر قلبی تکلیف پہنچائی

مولوی محمدؐ علی صاحب کی طرف سے ہمیں مقدمہ بازی کا جو نوٹس دیا گیا ہے۔ اس میں الفضل میں شایع شدہ مراسلت کے متعلق لکھا ہے:۔

"یہ مضمون حضرت مولانا۔ آپ کے رشتہ داروں۔ آپ کے دوستوں آپ کے مداحوں اور آپ کی جماعت کے ممبروں کے لئے نہایت سخت قلبی تکلیف اور صدمہ کا موجب ہوا ہے۔ ان حالات میں حضرت مولانا نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے۔ کہ آپ کو اس بات کا نوٹس دیں۔ کہ آپ اس خط کے پہونچنے کی تاریخ سے ۱۵۔ دن کے اندر حضرت موصوف سے غیر مشروط معافی طلب کریں۔ اور الفضل میں کسی نمایاں جگہ شایع کریں۔ اور صوبہ بھر کے دُوسرے اخبارات میں بھی اسے شایع کرائیں۔ ورنہ ہم آپ کے خلاف پچاس ہزار روپے ہرجانہ کا دعوےٰ دائر کرنے پر مجبور ہونگے"

یہ ایک مراسلت کی بنا پر جو تحقیق حالات کے لئے شایع کی گئی اور جس میں بیان کردہ واقعات پر روشنی ڈالنے اور بدلائل تردید کرنے کا موقعہ ہم دے چکے ہیں۔ لکھا گیا ہے۔ اور ان لوگوں کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ جنہوں نے اس نوٹس دینے کی تاریخ تک بے شمار دفعہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کے خلاف نہایت دل آزار حملے کئے۔ بہتان باندھے۔ اور جماعت کے اموال کو برباد کرنے کے الزام لگائے۔ ذیل میں ان کے اخبار پیغام کے چند ایک حوالے پیش کر کے منصف مزاج اصحاب کے لئے اس فیصلہ تک پہنچنے کے لئے آسانی بہم پہنچائی جاتی ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب جماعت احمدیہ کو مقدمہ بازی میں مبتلا کرنے کے لئے کہاں تک حق بجانب ہیں۔ اور جس "قلبی تکلیف" کا ان کی طرف سے اظہار کیا جا رہا ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کو وہ خود کب سے ڈالے ہوئے ہیں +

جب حضرت امام جماعت احمدیہ یورپ تشریف لے گئے۔ تو پیغام اور خود مولوی محمد علی صاحب نے نہایت دل آزار اور جھوٹے و غلط الزامات سے پر مضامین لکھے۔ ان میں سے بعض کے اقتباسات اس وقت پیش کئے جاتے ہیں۔

پیغام صلح کے چند اقتباسات

پیغام صلح نے اپنے ۱۶۔ جولائی ۱۹۲۴ء کے پرچہ میں لکھا:۔

۱۔ "ہمیں یقین نہ آتا تھا۔ کہ ایک طرف تو میاں صاحب کو یورپ کی سیر کے شوق میں اپنے نفس پر اتنا قابو نہ رہے گا۔ کہ قوم کے ہزار ہا روپے کو اس طرح برباد کر دیا جائے گا۔ اور ان غریب عورتوں پر رحم نہ آئے گا۔ جنہوں نے اپنے زیور تک اتار کر میاں صاحب کے نذر کر دئے تھے۔ کہ برلن میں مسجد بنائی جائے۔ آخر وُہ ناتمام حالت میں ہی تھی۔ کہ اس کے فروخت کر دینے کا حکم صادر ہوا۔ اور اس کا نام مسجد سے اب مکان رکھا گیا وہ مکان یعنی مسجد کے فروخت کا روپیہ آئے گا۔ تو ان قرض خواہوں کا روپیہ ادا ہوگا۔ جن سے قرض لے کر میاں صاحب معہ اسٹاف انگلستان جا رہے ہیں۔ دوسری طرف یہ بھی یقین نہ آتا تھا۔ کہ وُہ قوم جس نے مسیح موعودؑ اور مولٰینا نورالدین جیسی بے نفس اور پاک ہستیوں کی آنکھیں دیکھی ہوئی تھیں۔ اس قدر پیر پرستی کے گڑھے میں گر جائے گی۔ کہ اس میں قطعاً اس بات کی سکت نہ رہے گی۔ کہ وُہ اس اسراف پر آواز اٹھائے۔ اور خلیفہ کو اس اسراف اور اتباع ہوا و ہوس سے روکے"

۲۔ "آج جب ویبلے کی نمائش اپنی تمام شان و شوکت کے ساتھ نظر کے سامنے ہے۔ اور پیرس و فرانس کی آرائش و حُسن سوئٹزرلینڈ کے قدرتی مناظر۔ اٹلی کی تاریخی سیر گاہیں۔ وینس اور نیپلز کی مشہور بندرگاہیں نگاہوں میں بسی ہوئی ہیں۔ اور اہرام مصری نظر آ رہے ہیں۔ تو وہی خلافت کا بوجھ اس قدر ہلکا ہو گیا۔ کہ میاں صاحب معہ اسٹاف خلافت کے یورپ کو اڑے چلے جا رہے ہیں"

۳۔ "جن لوگوں نے یہ کہا تھا۔ کہ مسجد کے فروخت کا روپیہ غریبوں اور یتامٰی پر صرف کیا جائے۔ انہیں یہ بتایا گیا۔ کہ لنگر خانہ اور غربا پر پچاس ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ صرف ہوتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے شعبوں پر نہ صرف کیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ جو شخص مساکین اور غربا پر قوم کا کچھ روپیہ صرف کرے۔ اسے حق حاصل ہے۔ کہ اپنے نفس اور اپنی نمود کے لئے بھی قوم کا روپیہ بطور اسراف استعمال کرے"

۴۔ "کیا یہ بتایا جا سکتا ہے۔ کہ جس قدر زرعی جائداد حضرت مسیح موعود اپنی وفات پر چھوڑ گئے تھے۔ کیا وُہ اس قدر کافی تھی کہ میاں صاحب کا موجودہ شاہانہ خرچ کا کوئی حصہ بھی اس سے چل سکتا ہے۔ اگر کہو۔ کہ بعد میں میاں صاحب نے زمین خریدی۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ خریدنے کے لئے روپیہ کہاں سے آیا۔ کیا قوم کے روپوؤں کے سوا کوئی اور ذریعہ بھی آمد کا تھا"

۵۔ "بعد کا اعلان ہے۔ کہ برلن مسجد کا سودا چند روز کے لئے ملتوی ہو گیا ہے۔ اس لئے اسٹاف کے اخراجات کے لئے سات ماہ کے وعدہ پر مبلغ پچیس ہزار روپیہ قوم بطور قرض دے یہ قرض بامید فروخت و منافعہ برلن مسجد مانگا گیا ہے۔ فروخت ابھی ہوئی نہیں۔ منافعہ کا پتہ نہیں۔ اور اس کا صرف پہلے سے ہو رہا ہے۔ جس قوم کے ایسے لیڈر ہوں۔ اس کا خدا حافظ"

۶۔ "حق یہی ہے۔ کہ مطلب صرف اتنا ہی نہیں۔ اپنی نمائش بھی منظور ہے۔ قوم کا روپیہ برباد ہوتا ہے۔ تو ہو۔ خلیفہ کے سر صدقے۔ جب قوم غریب ایسی صمٌ بکمٌ مل جائے۔ تو پھر اس سے فائدہ نہ اٹھانا بھی غلطی ہے"

پھر ۲۰۔ جولائی ۱۹۲۴ء کے پیغام صلح میں لکھا:۔

۷۔ "آج فضل عمر بھی دمشق و یورپ جا رہے ہیں۔ درجن بھر تو سٹاف ہے۔ ضرورت یا عدم ضرورت کا کوئی سوال ہی نہیں۔ ان کے اخراجات سفر و قیام یورپ کا خیال ہی نہیں خیال ہے تو یہ ہے۔ کہ نمود و نمائش مکمل ہو۔ کسی سے ہیٹے نہ رہیں آرام و آسائش کے کل سامان مہیا ہوں۔ قوم کا روپیہ تباہ ہوتا ہے۔ تو ہو۔ ولیم فاتح انگلستان ہونے کے مدعی ہیں انگلستان فتح ہوگا۔ یا نہیں۔ یہ اللہ کو علم ہے۔ بیج بونے جا رہے ہیں۔ ہزار ہا روپے تصدق ہو رہے ہیں۔ یورپ اس خلافت کی شان و شوکت کو دیکھ کر متحیر و متاثر ہوگا۔ کیا جناب فضل عمر کی اس نمائش و کبریائی کا حضرت عمرؓ کی فروتنی و بے نفسی سے کوئی مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں"

۲۳۔ جولائی کے پیغام میں لکھا:۔

۸۔ "ہمارے قادیان کے پیر جی ہر ادا میں یہی کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ سیر و سیاحت کو دل چاہا۔ تو مذہب کو آڑ بنا لیا۔ اور بے چارے مریدوں کو طرح طرح کی طفل تسلیاں دیں۔ کہیں کہا کہ دیکھو۔ شاہجہان کی بیوی کا جب مقبرہ بننے لگا۔ تو محض یہ دیکھنے کے لئے کہ بادشاہ اس صرف زر کثیر کے لئے تیار بھی ہے۔ انجنیر نے انہیں ایک لاکھ روپے کے ساتھ کشتی میں بٹھایا۔ اور چلتے چلتے سارا روپیہ دریا میں بکھیر دیا۔ پیر جی کو بھول گیا۔ کہ نہ وہ شاہجہان ہیں۔ نہ وہ بے چاری عورتیں جنہوں نے زیورات بیچ بیچ کر برلن مسجد کے لئے چندہ دیا تھا۔ جسے آپ اب بیچکر روپیہ اس شاہجہانی طریق سے سمندر کی نذر کر رہے ہیں۔ پھر اس رقم چالیس ہزار کی قدر و قیمت مریدوں کی نظر میں گھٹانے کے لئے یوں گوہر فشانی فرمائی۔ کہ انگلستان کا ایک امیر جہاں آپ جا رہے ہیں